

دفاع احسانت

علیہ السلام اور رضی اللہ کے مصداق



تحقیق
راجہ وقاص علی حیدری
انجینئر صالح ولید قاضی

ادارہ دارالتحقیق

علیہ السلام اور رضی اللہ کے مصداق

علیہ السلام اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنیادی طور پر دعائیہ کلمات ہیں، ایک جملے میں سلامتی کی دعا اور دوسرے جملہ میں اللہ کی رضامندی کا ذکر ہے۔ اور یہ دونوں جملے مقدس شخصیات کے پروٹوکول کے طور پر تھے، لکھے اور بیان کیے جاتے ہیں۔

رضی اللہ۔۔۔ اور علیہ السلام کے الفاظ جس طرح اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لکھے جاتے ہیں اسی طرح معانی اور مفہوم کے حوالے سے اصحاب رسول علیہ السلام کے ساتھ بھی لکھے جاسکتے ہیں

محدثین کی عبارات اور بخاری شریف کے پرانے نسخے

صحیح بخاری جو آج بھی سعودی عرب "دار السلام" سے شائع ہوتی ہے، حضرت حسین کے ساتھ "علما السلام" نہیں لکھا

٦٢ - كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ ٧٦٩ ب ٢٢-٢٣ ح ٣٧٥٣-٣٧٤٦

(٢٢) **بَابُ مَنَاقِبِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا**
 قَالَ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: عَنَّ النَّبِيِّ ﷺ الْحَسَنَ.
 ٣٧٤٦ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى، عَنِ الْحَسَنِ: سَمِعَ
 أَبَا بَكْرَةَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْوُجْهِ وَالْحَسَنَ إِلَى جَنْبِهِ يَنْظُرُ إِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَلِأَيِّ
 مَرَّةٍ وَيَقُولُ: «إِنِّي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَخْلُصَ بَيْنَ يَدَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ».
 [راجع: ٢٧٠: ٤]
 ٣٧٤٧ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ،
 عَنْ أَسَافَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ وَيَقُولُ:
 «اللَّهُمَّ إِنِّي أَجْعَلُهُمَا فَاحِجَهُمَا». أَوْ كَمَا قَالَ. [راجع: ٣٧٣٥]
 ٣٧٤٨ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِسْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ:
 حَدَّثَنَا جَبْرِ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ عُبِّدَ اللَّهُ بْنُ زِيَادٍ
 بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ فُجِئَ فِي طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُثُ، وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا. فَقَالَ
 أَنَسٌ: كَانَ أَشْبَهُهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ.
 ٣٧٤٩ - حَدَّثَنَا حُجَّاجُ بْنُ الْوَيْهَالِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ
 الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ يَقُولُ: «اللَّهُمَّ
 إِنِّي أَجْعَلُهُمَا فَاحِجَهُ».
 ٣٧٥٠ - حَدَّثَنَا عَدْنَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ أَبِي
 حُسَيْنٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي مَلِيكَةَ، عَنْ عُفَيْهِ بْنِ الْخَارِثِ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 وَخَلَلَ الْحَسَنَ وَهُوَ يَقُولُ: بِأَبِي شَيْبَةَ بِالنَّبِيِّ، لَيْسَ شَيْبٌ بَعْلِي، وَعَلَيَّ يَضْحَكُ.
 [راجع: ٣٥٤٢]
 ٣٧٥١ - حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ وَصَدَقَةُ قَالَا: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ
 شُعْبَةَ، عَنْ وَاثِقِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ أَبُو
 بَكْرٍ: ازْكُرُوا مُحَمَّدًا ﷺ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ. [راجع: ٣٧١٣]
 ٣٧٥٢ - حَدَّثَنَا إِسْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَخْبَرَنَا إِسْهَامُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ
 الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ. وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي أَنَسٌ
 قَالَ: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَكْبَرَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ.

صَيِّحُ الْبَخَارِيِّ
لِلْإِمَامِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْبَخَارِيِّ الْجَعْفَرِيِّ
رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى

طبعة فريدة مصححة مرقمة مرتبة
حسب المعجم المفهرس وفتح الباري ومأخوذة
من أصح النسخ ومزيلة بأرقام طرق الحديث


کتابخانه و اسناد
جمهوری اسلامی ایران
 للنشر والتوزيع
 الرياض

<https://d1.islamhouse.com/data/pdf->

[viewer/web/viewer.html?file=https://d1.islamhouse.com/data/ar/ih_books/single_0](http://viewer.web/viewer.html?file=https://d1.islamhouse.com/data/ar/ih_books/single_0)

1/ar Sahih AlBukhari.pdf

امام بخاری نے صحیح بخاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ام کلثوم کے نام کے ساتھ علیہ السلام

Sahih Bukhari : 5842

(30) Chapter: Silk for women

(30) باب الْحَرِيرِ لِلنِّسَاءِ

Narrated Anas bin Malik:

that he had seen Um Kulthum, the daughter of Allah's Messenger (ﷺ), wearing a red silk garment.

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّهُ رَأَى عَلَى أُمِّ كَلْثُومٍ - عَالِيَهَا السَّلَامُ - بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَ حَرِيرٍ سَيِّئًا.

Reference : Sahih al-Bukhari 5842
In-book reference : Book 77, Hadith 59
USC-MSA web (English) reference : Vol. 7, Book 72, Hadith 733
(deprecated numbering scheme)

[Report Error](#) | [Share](#) | [Copy](#) ▼

اکابرین اہل سنت کا غیر انبیاء کے ساتھ علیہ السلام لگانے کے بارے میں کیا موقف ہے۔

علیہ السلام اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنیادی طور پر دعائیہ کلمات ہیں، ایک جملے میں سلامتی کی دعا اور دوسرے جملہ میں اللہ کی رضامندی کا ذکر ہے۔ اور یہ دونوں جملے مقدس شخصیات کے پروٹوکول کے طور پر پڑھے، لکھے اور بیان کیے جاتے ہیں۔

قارئین زی وقار باوجود اس کے کہ علیہ السلام سے رضی اللہ کا پروٹوکول افضل ہے لیکن یہاں ایک طبقہ کی غلط فہمی دور کرنا۔ مقصود ہے جو کہتے ہیں کہ علیہ السلام صرف آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی لکھا، پڑھا جاسکتا ہے اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام نہیں لگایا جاسکتا ہے، ایسے طبقہ کی غلط فہمی دور کرنے کی غرض سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لیے علیہ السلام کے ثبوت کے لیے چند چیزیں پیش کی جاتی ہیں

۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ

سورت نمل آیت نمبر 59 **قل الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔۔**

ترجمہ۔ کہ دیجیے تمام تر تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور اس کے چنے ہوئے بندوں پر سلام ہو۔

مفسر قرآن صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں ہیں کہ

”اصحاب محمد اصطفاهم اللہ انبیاء علیہم السلام“

اللہ نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نبی کے لیے چنا

ملاحظہ فرمائیں الاستیعاب جلد اول صفحہ نمبر 22۔

ابو عمر ان موسیٰ ابن سعدہ (متوفی 522ھ) کے ہاتھ کا قلمی نسخہ ذیل میں دیا گیا ہے جس میں حضرت فاطمہ کے ساتھ "رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

لکھا ہوا ہے۔

85 - باب بُسِ الْبَيْضَةِ

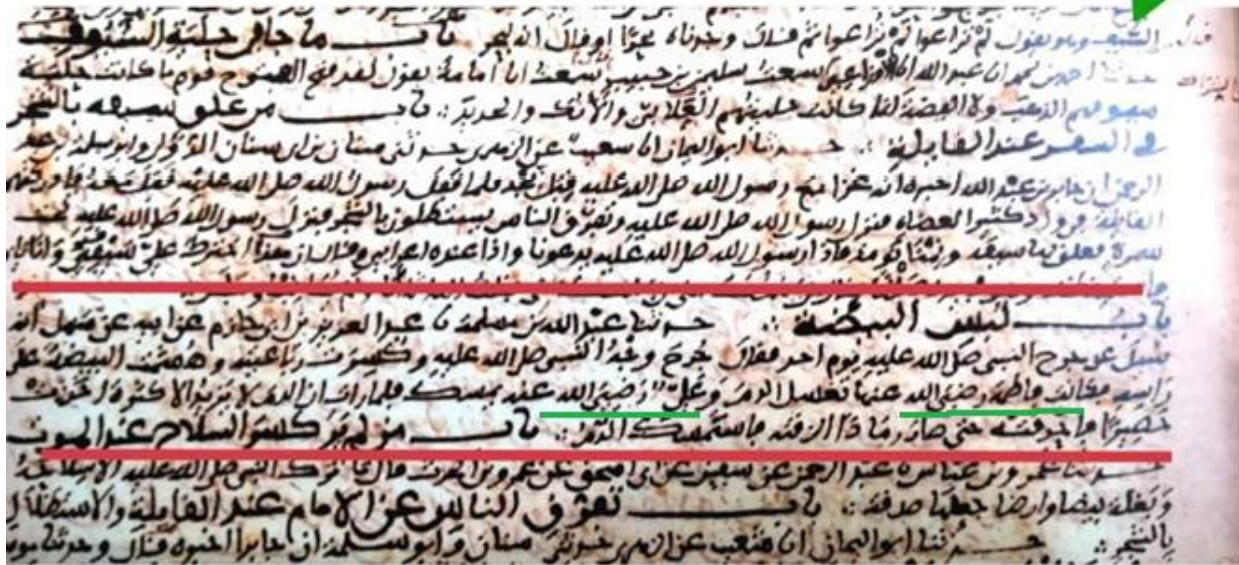
2911 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ جُرْحِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ جُرْحٌ وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَّتُهُ وَهَيْسَمَتِ الْبَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ، فَكَانَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ تَغْسِلُ الدَّمَ وَعَلَى يُمُسِكُ فَلَمَّا رَأَتْ

۴۴۳

كتاب الجهاد

أَنَّ الدَّمَ لَا يَزِيدُ إِلَّا كَثْرَةً أَخَذَتْ حَصِيرًا فَأَحْرَقَتْهُ حَتَّى صَارَ رَمَادًا ثُمَّ أَلَزَقَتْهُ، فَاسْتَمْسَكَ الدَّمَ

ابن سعادت کے نسخہ میں اپنی اصلی حالت میں عبارت
"رضی اللہ عنہا" اور "رضی اللہ عنہ"



حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں •

وقد غلب هذا في عبارة كثير من النساخ للكتب، أن يفر د علي رضي الله عنه، بأن يقال: "عليه السلام"، من دون سائر الصحابة، أو: "كرم الله وجهه" وهذا وإن كان معناه صحيحاً، لكن ينبغي أن يساوى بين الصحابة في ذلك؛ فإن هذا من باب التعظيم والتكريم، فالشيخان وأمير المؤمنين "عثمان بن عفان أولى بذلك منه، رضي الله عنهما جميعين"

یعنی بہت سے ناقلین کتب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ خصوصی طور پر (علی) "علیہ السلام" یا "كرم الله وجهه" لکھتے ہیں، جب کہ دیگر تمام صحابہ کرام کے لیے ایسا نہیں لکھتے۔ معنی کے لحاظ سے یہ درست سہی، تاہم تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکریم و تعظیم کے لیے ایک جیسے ہی الفاظ استعمال کرنے چاہئیں۔ اگر امتیازی الفاظ کی اجازت دی جائے تو سب سے زیادہ اس کے مستحق حضرت ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔

[تفسیر ابن کثیر: ۶/۴۷۸]



بارے میں شیخ ابو محمد جو بنی ہڈی فرماتے ہیں کہ یہ بھی صلوٰۃ کے معنی میں ہے پس غائب پر اس کا استعمال نہ کیا جائے اور جو نبی نہ ہو اس کے لئے خاصۃً اسے بھی نہ بولا جائے۔ پس علی ؑ نہ کہا جائے نہ مردوں اور مردوں کا بھی حکم ہے۔ ہاں جو سامنے موجود ہو اس سے خطاب کر کے ((سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ يَا السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَلِيٍّ)) کہنا جائز ہے اور اس پر اجماع ہے۔ یہاں پر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ عموماً مصنفین کے قلم سے علی ؑ لکھتا ہے یا علی کرم اللہ وجہہ لکھتا ہے کو معنی اس میں کوئی حرج نہ ہو۔ لیکن اس سے اور صحابہ ؓ کی جناب میں ایک طرح کی سوء ادبی پائی جاتی ہے۔ ہمیں سب صحابہ ؓ کے ساتھ حسن عقیدت رکھنی چاہئے۔ یہ الفاظ تعظیم و تکریم کے ہیں اس لئے حضرت علی ؑ سے زیادہ مستحق ان کے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان ؓ ہیں۔ حضرت امین عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے سوا کسی اور پر صلوٰۃ نہ بھیجی جاسکتی چاہئے ہاں مسلمان مردوں عورتوں کے لئے دعا مغفرت کرنی چاہئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز ؓ نے اپنے ایک خط میں لکھا تھا کہ بعض لوگ آخرت کے اعمال سے دنیا کو متوجع کرنے کی فکر میں ہیں اور بعض مولوی و واعظ اپنے خلیقوں اور امیروں کے لئے صلوٰۃ کے وہی الفاظ بولتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے لئے تھے۔ جب تیرے پاس میرا یہ خط پہنچے تو انہیں کہہ دینا کہ صلوٰۃ صرف نبیوں کے لئے نہیں اور عام مسلمانوں کے لئے اس کے سوا جو چاہیں دعا کریں۔ حضرت کعب ؓ کہتے ہیں ہر صبح ستر ہزار فرشتے اتر کر قبر رسول اللہ ﷺ کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے پر سمیٹ کر حضور ﷺ کے لئے دعا رحمت کرتے رہتے ہیں۔ اور ستر ہزار رات کو آتے ہیں یہاں تک کہ قیامت کے دن جب آپ کی قبر شق ہوگی تو آپ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے (فرع) امام نووی ؒ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ پر صلوٰۃ و سلام ایک ساتھ بھیجئے چاہئیں صرف (ﷺ) یا صرف ﷺ نہ کہے۔ اس آیت میں بھی دونوں ہی کا حکم ہے پس اولیٰ یہ ہے کہ یوں کہا جائے ((صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا))۔

تک وہ کتاب رہے ^(۱) لیکن کئی وجہ سے یہ حدیث صحیح نہیں۔ بلکہ امام ذہبی رحمہ اللہ کے استاد تو اسے موضوع کہتے ہیں۔ یہ حدیث بہت سے طریق سے مروی ہے لیکن ایک سند بھی صحیح نہیں۔ امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ اپنی کتاب آداب اراوی والاسماع میں لکھتے ہیں میں نے امام احمد رحمہ اللہ کی دسی لکھی ہوئی کتاب میں بہت جگہ رسول اللہ ﷺ کا نام دیکھا جہاں درود لکھا ہوا نہ تھا۔ آپ زبانی درود پڑھ لیا کرتے تھے۔

فصل: نبیوں کے سوا غیر نبیوں پر صلوٰۃ بھیجنا اگر سمجھا ہو تو بے شک جائز ہے جیسے حدیث میں ہے ﴿اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَآلِ قَاجٍ وَدُرَيْتٍ﴾ ہاں صرف غیر نبیوں پر صلوٰۃ بھیجنے میں اختلاف ہے۔ بعض تو اسے جائز بتاتے ہیں اور دلیل میں آیت ﴿هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْنَا﴾ ^(۲) اور ﴿أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ﴾ ^(۳) اور ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ﴾ ^(۴) پیش کرتے ہیں اور یہ حدیث بھی کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی قوم کا صدقہ آتا تو آپ فرماتے ﴿اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ﴾ چنانچہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ”جب میرے والد آپ کے پاس اپنا صدقہ کا مال لائے تو آپ نے فرمایا ﴿اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي آوْفَى﴾ بخاری و مسلم۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! مجھ پر اور میرے خاوند پر درود بھیجئے تو آپ نے فرمایا ﴿صَلِّ اللَّهَ عَلَيْنَا وَعَلَى زُوجِنَا﴾ لیکن جمہور علماء اس کے خلاف ہیں اور کہتے ہیں کہ انبیاء کے سوا اوروں پر خاصہ صلوٰۃ بھیجنا ممنوع ہے۔ اس لئے کہ اس لفظ کا استعمال انبیاء علیہم السلام کیلئے اس قدر بکثرت ہو گیا کہ سنتے ہی ذہن میں یہی خیال آتا ہے کہ یہ نام کسی نبی کا ہے تو احتیاط اسی میں ہے کہ غیر نبی کے لئے یہ الفاظ نہ کہے جائیں۔ مثلاً ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یا علی رضی اللہ عنہ نہ کہا جائے کہ معنی اس میں کوئی قہاحت نہیں جیسے محمدؐ عزوجل نہیں کہا جاتا۔ حالانکہ ذی عزت اور ذی مرتبہ آپ بھی ہیں اس لئے کہ یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے مشہور ہو چکے ہیں۔ اور کتاب و سنت میں صلوٰۃ کا جو استعمال غیر انبیاء کے لئے ہوا ہے وہ بطور دعا کے ہے۔ اسی وجہ سے آل ابی اوفی کو اس کے بعد ہی نے ان الفاظ سے یاد نہیں کیا نہ حضرت جابر اور ان کی بیوی کو۔ یہی مسلک ہمیں بھی اچھا لگتا ہے واللہ اعلم۔ بعض ایک اور وجہ بھی بیان کرتے ہیں۔ یعنی یہ کہ غیر انبیاء کے لئے یہ الفاظ صلوٰۃ استعمال کرنا بدعتوں کا شیعہ ہو گیا ہے۔ وہ اپنے بزرگوں کے حق میں یہی الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ پس ان کی اقتداء ہمیں نہ کرنی چاہئے۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ یہ مخالفت کس درجے کی ہے حرمت کے طور پر یا کراہت کے طور پر یا خلاف اولیٰ۔ صحیح یہ ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ اس لئے کہ بدعتیوں کا طریقہ ہے۔ جس پر ہمیں کار بند ہونا ٹھیک نہیں۔ اور مکروہ وہی ہوتا ہے جس میں جہی مقصود ہو۔ زیادہ تر اقہار اسی میں ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ سلف میں نبیوں پر ہی بولا جاتا رہا یا جیسے عزوجل کا لفظ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے بولا جاتا رہا۔ اب رہا سلام سوا اس کے

^(۱) **ضعیف و باطل:** ابو القاسم الاصمہانی فی الترهیب والترہیب (۱/ ۲۰۵) اس کی سند میں کاذب بن محمد کذاب اور ضعیف متروک ہے۔
^(۲) [سورة الاحزاب: آیت ۵۳]
^(۳) [سورة البقرة: آیت ۱۵۷]
^(۴) [سورة التوبة: آیت ۱۰۳]

اسی طرح امامیہ کتب میں نماز کے تشہد میں اسلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین کے الفاظ بھی صرف اہل بیت پر سلام بھیجنے کی تخصیص اور دعویٰ کو توڑ دیتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں اصول کافی جلد دوم کتاب الفروع کتاب الصلاة باب تشہد صفحہ نمبر 141، تہذیب الاحکام جلد اول کتاب الصلاة صفحہ نمبر 219,220

ایک طبقہ کہتا ہے کہ

اہل بیت عظام کو رضی اللہ عنہم نہیں کہنا چاہیے کیونکہ کہ یہ سرٹیفکیٹ اسکے لیے ہے جن سے اللہ تعالیٰ پہلے ناراض تھا پھر بعد میں راضی ہوا جبکہ اہل بیت سے تو کبھی ناراض ہی نہیں ہوا حالانکہ یہ جہالت ہے

شرح اس کی یہ ہے کہ ہر جگہ

رضامندی ناراضگی کو مستلزم نہیں ہوتی

مثال اول۔

جیسے انسان عام معاملات میں کسی سے ڈیل کرتے وقت فریق ثانی کو کہتا ہے کیا آپ اس پر راضی ہیں جبکہ پہلے اس پر وہ شخص ناراض نہیں ہوتا۔

مثال دوم۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے

ولسوف یعتیک ربک فترضی

ہم آپ کو اتنا دیں گے کہ آپ ہم سے راضی ہو جائیں گے

ملاحظہ فرمائیں سورت ضحیٰ آیت نمبر 5

اگر پھر بھی اسی بات پر ہمارے مخاطب بضد ہیں تو قرآن مجید نے خود اہل بیت کو رضی اللہ عنہم کہا اور اسی وجہ سے دوسرے اصحاب رسول کے ساتھ اہل بیت کو بھی اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے میں حق بجانب ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں انصار و مہاجرین کے لیے رضی اللہ عنہم کا ایوارڈ

دیتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے مہاجرین اور انصار میں سے سبقت کرنے والے سب سے پہلے اصحاب سے اور جو ان کے ساتھ نیکی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے اللہ ان سے راضی ہو گیا۔

ملاحظہ فرمائیں سورت توبہ آیت نمبر 100

اور یہ بات تو مسلم ہے اور اس میں تو اختلاف بھی نہیں کہ جناب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت میں شامل ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

اے اطمینان پانے والی روح، تو اپنے رب کی طرف لوٹ چل، اسی طرح تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا، اور میری جنت میں داخل ہو جا

. ملاحظہ فرمائیں سورت فجر آیات- 27,28,29,30

اور اس کی تفسیر میں شیعہ مفسر قمری رقم طراز ہے کہ

امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ان آیات میں جناب حسین کے لیے اللہ کی رضامندی کا ایوارڈ ملا ہے

ملاحظہ فرمائیں

. تفسیر قمری سورت فجر صفحہ نمبر 754

پس ثابت ہوا کہ اہل بیت کے ساتھ بھی پروٹوکول کے طور پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا پڑھا جاسکتا ہے

• امام محی الدین نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

نقل الشيخ أبو محمد الجويني من أصحابنا: هو في معنى الصلاة، فلا يستعمل في الغائب، فلا يفرده غير الأنبياء، فلا يقال: علي عليه السلام، وسواء في هذا الأحياء والأموات " انتهى مختصرا

ہمارے اصحاب میں شیخ ابو محمد الجوبینی نے کہا ہے: سلام، یہ صلاۃ کے معنی میں ہے، لہذا یہ کسی غیر موجود کے لیے استعمال نہیں ہو سکتا۔ اس کا استعمال انبیاء کے علاوہ کسی کے ساتھ نہ کیا جائے۔ چنانچہ علی علیہ السلام کہنا درست نہیں۔ یہ لفظ (علیہ السلام) زندہ اور فوت شدہ (غیر انبیاء) دونوں کے لیے استعمال کرنا نادرست ہے۔

[الأذکار، ص: ۱۱۸]

نام کتاب: الأذکار النووية، نویسنده: النووي، أبو زكريا، جلد: ۱، صفحہ: ۱۱۸

(باب الصلاة على الأنبياء وآلهم تبعاً لهم صلى الله عليه وسلم) أجمعوا على الصلاة على نبينا محمد صلى الله عليه وسلم ، وكذلك أجمع من يعتد به على جوازها واستحبائها على سائر الأنبياء والملائكة استقلالاً . وأما غير الأنبياء ، فالجمهور على أنه لا يصلى عليهم ابتداء ، فلا يقال : أبو بكر صلى الله عليه وسلم . واختلف في هذا المنع ، فقال بعض أصحابنا : هو حرام ، وقال أكثرهم : مكروه كراهة تنزيه ، وذهب كثير منهم إلى أنه خلاف الأولى وليس مكروها ، والصحيح الذي عليه الأكثرون أنه مكروه كراهة تنزيه لأنه شعار أهل البدع ، وقد نهينا عن شعارهم . والمكروه هو ما ورد فيه نهي مقصود (۱) . قال أصحابنا : والمعتمد في ذلك أن الصلاة صارت مخصوصة في لسان السلف بالأنبياء صلوات الله وسلامه عليهم ، كما أن قولنا : عز وجل ، مخصوص بالله سبحانه وتعالى ، فكما لا يقال : محمد عز وجل - وإن كان عزيزاً جليلاً - لا يقال : أبو بكر أو علي صلى الله عليه وسلم وإن كان معناه صحيحاً . واتفقوا على جواز جعل غير الأنبياء تبعاً لهم في الصلاة ، فيقال : اللهم صل على محمد وعلى آل محمد ، وأصحابه ، وأزواجه وذريته ، وأتباعه ، للأحاديث الصحيحة في ذلك ، وقد أمرنا به في التشهد ، ولم يزل السلف عليه خارج الصلاة أيضاً .
وأما السلام ، فقال الشيخ أبو محمد الجويني من أصحابنا : هو في معنى الصلاة ، فلا يستعمل في الغائب ، فلا يفرده غير الأنبياء ، فلا يقال : علي عليه السلام ، وسواء في هذا الأحياء والأموات . وأما الحاضر ، فيخاطب به فيقال : سلام عليك ، أو : سلام عليكم ، أو : السلام عليك ، أو : عليكم ، وهذا مجمع عليه ، وسيأتي إيضاحه في أبوابه إن شاء الله تعالى .
[فصل : يستحب الترضي والترحم على الصحابة والتابعين فمن بعدهم من العلماء والعباد وسائر الأخيار ، فيقال : رضي الله عنه ، أو رحمه الله ، ونحو ذلك ، وأما ما قاله بعض العلماء : إن قوله : رضي الله عنه مخصوص بالصحابة ، ويقال في غيرهم : رحمه الله فقط ، فليس كما قال ، ولا يوافق عليه ، بل الصحيح الذي عليه الجمهور استحبابه .

(۱) قال الحافظ في الفتح : وقال ابن القيم : المختار أن يصلى على الأنبياء والملائكة وأزواج النبي صلى الله عليه وسلم وآله وذريته وأهل الطاعة على سبيل الإجمال ، وتكره في غير الأنبياء لشخص مفرد بحيث يصير شعاراً ، ولا سيما إذا ترك في حق مثله أو أفضل منه ، فلو اتفق وقوع ذلك مفرداً في بعض الأحيان من غير أن يتخذ شعاراً لم يكن به بأس . ولهذا لم يرد في حق غير من أمر النبي صلى الله عليه وسلم يقول ذلك لهم ، وهم من أدى زكاته إلا نادراً ، كما في قصة زوجة حابر وآل بن عباد .

<https://lib.eshia.ir/81644/1/118>

الإمام ابن قیم الجوزية (691هـ - 751هـ)

الكتاب: جلاء الأفهام في فضل الصلاة على محمد خير الأنام (1/481)

[جلاء الأفهام - ابن قيم الجوزية]

الكتاب : جلاء الأفهام في فضل الصلاة على محمد خير الأنام

المؤلف : محمد بن أبي بكر أيوب الزرعي أبو عبد الله

النشر : دار العروبة - الكويت

الطبعة الثانية ، 1407 - 1987

تحقيق : شعيب الأرنؤوط - عبد القادر الأرنؤوط

عدد الأجزاء : 1

وقوله للأحاديث الصحيحة في ذلك فليس في الأحاديث الصحيحة الصلاة على غير النبي وآله وزواجه وذريته ليس فيها نكر أصحابه ولا اتباعه في الصلاة

وقوله أخرنا بها في التشهد فالمأمور به في التشهد الصلاة على آله وزواجه لا على غيرهما

وأما ذلكم الرابع عشر وهو حديث زيد بن ثابت الذي فيه اللهم ما صليت من صلاة فعلى من صليت ففيه أبو بكر بن أبي مرزئع ضعفه أحمد وابن معين وأبو حاتم والنسائي والسعدي وقال ابن حبان كان من خيار أهل الشام ولكنه كان رديء

الحفظ بحث بشيء فيهم وكثر ذلك حتى استحق الترك

وفصل الخطاب في هذه المسألة أن الصلاة على غير النبي إما أن يكون آله وزواجه وذريته أو غيرهم فإن كان الأول فالصلاة عليهم مشروعة مع الصلاة على النبي وجائزة مفردة

وأما الثاني فإن كان الملائكة وأهل الطاعة صوما الذين يدخل فيهم الأنبياء وغيرهم جاز ذلك أيضا فيقال اللهم صل على ملائكتك المفرسين وأهل طاعتك أجمعين وإن كان شخصا معينا أو طائفة معينة كره أن يتخذ الصلاة عليه شعرا لا يدخل

به ولو قبل بتحريمه لكان له وجه ولا سيما إذا جعلها شعرا له ومنع منها نظيره أو من هو خير منه وهذا كما تفعل الرافضة بعلي رضي الله عنه فإنهم حيث ذكروه قالوا عليه الصلاة والسلام ولا يقولون ذلك فيمن هو خير منه فهذا ممنوع لا سيما

(1/481)

<http://islamport.com/w/qym/Web/3183/450.htm>

- محتاط بریلوی ودیوبندی علما بھی غیر نبی کے ساتھ "علیہ السلام" کے استعمال سے منع کرتے ہیں اور اسے شعائرِ شیعہ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ:
- : معروف دیوبندی مفتی محمود حسن گنگوہی لکھتے ہیں

"ملا علی قاری حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے "علیہ السلام" لکھنے کو شعائرِ شیعہ والی بدعت فرمایا ہے، اس لیے وہ منع فرماتے ہیں۔۔"

[فتاویٰ محمودیہ: ۱۹/۱۴۵]

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے نام کے ساتھ علیہ السلام لکھنا

امام دارقطنی (متوفی 385ھ) نے فرمایا: ابو بکر علیہ السلام۔

[فضائل صحابہ از دارقطنی، صفحہ 57]۔

فَضَائِلُ الصَّحَابَةِ وَمَنَاقِبُهُمْ

وَقَوْلُ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضِ صَلَوَاتِ اللَّهِ عَلَيْهِمْ

لِلْإِمَامِ الْكَافِظِ أَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ عُمَرَ الدَّارِقُطِيِّ
المتوفى سنة (٣٨٥) هـ

المجلد الموهوب لرحمة الخادم

اعْتَنَى بِهِ

محمد بن خليفه الرباج

مكتبة الغزاة الأثرية

[لانا لثني] ^(۱) شفاعۃ محمد ﷺ یوم القیامۃ ان لم اکن اتولاہما وأبرأ
من عدوہما ^(۲) .

[۳۴] حدثنا أبو بکر أحمد بن محمد بن إسماعیل

الأدمی، قال: نا محمد بن الحسین الحنینی ^(۳)، قال: نا

عبد العزیز بن محمد الأزدي، قال: نا حفص بن غیاث، قال:

سمعت جعفر بن محمد، يقول: ما أرجوا من شفاعۃ علي عليه السلام

شیئاً إلا وأنا أرجوا من شفاعۃ أبي بکر عليه السلام مثله، ولقد ولدني ^(۴)

امام ابو جعفر محمد ابن سليمان لويان (متوفى 246هـ) اپنی کتاب میں ذکر کرتے ہیں: ابو بکر علیہ السلام۔

[جزء فی الحدیث السیسی لویان، صفحہ 26]۔

یرید من الصخرة مثل الذي أردنا ، وكان يأتيها قبل ذلك ، قال : فقلت له : هل بشائك من لبن ؟ قال : نعم ، فأتاني بشاة لها لبن ، قال أبو بكر : فجعلت أمسح ضرعها من الغبار ، قال : وأراهم هكذا . وأشار بيده ينفذ من الضرع هكذا . قال : فحلبت في إداوة ثكبة من لبن ، قال : ومعني ماء للنبي ﷺ في إداوة ، قال : فجعلت أصب على اللبن من الماء حتى برد ، وكنت أكره أن أوقظ النبي ﷺ من نومه ، قال : فوافقته حين استيقظ ، قال : فناولته الإداوة ، فقلت : اشرب يا رسول الله ! ، قال : وقد حفظت الحديث كله عن أبي بكر . قال أبو إسحاق : قال : فتكلم بكلمة في هذا الحديث ، والله ماسمعتها من أحد قط . قال : فشرب منه حتى رضيت ، ثم قال : « ألم يأن للرحيل يا أبا بكر ۱۹ » ، قال : قلت : بللي يا رسول الله ! ، قال : فارتحلنا حتى إذا كنا بأرض شديدة كأنها مجصصة ، إذا بوقع من خلفي ، فالتفت فإذا سراقه بن مالك بن جُعْشُم ، فبكى أبو بكر عليه السلام ، وقال : أتينا يا رسول الله ! ، قال : « كلا » ، ثم دعا رسول الله ﷺ بدعوات فارتطم فرسه إلى بطنه ، فقال : قد أعلم أنكما قد دعوتما علي ، فادعوا لي ، فلكما علي أن أرد عنكما الناس ولا أضركما ، قال : فدعوا له ، فخرجت يد الفرس ، فرجع ، فوفى للنبي ﷺ ، فجعل يرد الناس .

= أخرجه البخاري [۳۹۰۸ - مختصراً] ، و [۵۶۰۷] مختصراً أيضاً .

۲ - يونس بن إسحاق ، عن أبي إسحاق به : أخرجه البخاري [۳۹۱۷] .

۳ - إسرائيل ، عن أبي إسحاق به :

أخرجه البخاري [۳۶۵۲] ، ومسلم [۴ / ۳۳۱۰ - ۳۳۱۱] .

۴ - زهير بن معاوية ، وهو الآتي إن شاء الله تعالى .

جُزْءُ فِيهِ

حَدِيثُ الْمُصَيِّصِيِّ

تَأليف

الإمام الثقة أبي جعفر محمد بن سليمان المصيصي

المتوفى سنة ۲۴۶هـ

حَقَّقَهُ وَضَرَعَ أَمَارَتَيْهِ وَعَلَّقَهُ عَلَيْهِ

أبو عبد الرحمن مسعود بن عبد الحميد العديني

أَخْبَرَنَا السَّلَفُ

امام ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نیساپوری (متوفی 362) اپنی کتاب میں فرماتے ہیں: **ابو بکر علیہ السلام**۔

[المزاقیات وحیہ الفوائد الممتنقة الغریب الاولی، صفحہ 170]۔

مِنْ كُتُبِ الْعِلَالِ وَمَعْرِفَةِ الْغَرَائِبِ

الْمَزَكِيَاتُ

وَهِيَ

الْفَوَائِدُ الْمُسْتَخْبَةُ الْغَرَائِبُ الْعَوَالِي

مِنْ حَدِيثِ

أَبِي إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ يَحْيَى الْمَرْكُزِيِّ النَّيْسَابُورِيِّ

اِسْتَقْبَلَ وَخَرَّجَ

عَالِمُ الْحِفَاطِ عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ الدَّارَقُطْنِيُّ

عَمِلَ نُسْخَةً عَلَيْهَا سَمَاعَاتُ أُمِّةٍ كَبِيرَةٍ كَابِرِ الْمَرْكُزِيِّ وَالْقُدْسِيِّ
وَابْنِ يَمِينٍ وَالْمَرْكُزِيِّ وَالْبَزْزَالِيِّ وَالْقُدْسِيِّ وَغَيْرِهِمْ

تَوَفَّى أَمْرَهُ وَخَرَّجَ أَخْبَارَهُ

الدُّرُورُ أَحْمَدُ بْنُ فَاكْرِ السُّلُومِ

بِإِذْنِ الشَّيْخِ الْإِسْلَامِيِّ

۸۳۔ أخبرنا ابن خزيمة، ثنا علي بن حجر، ثنا سويد بن عبد العزيز،
عن إسحاق بن أبي فروة، عن الزهري، عن أبي سلمة، عن
أبي هريرة:

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ (عليه السلام) ^(۱) أَتَى بِسَارِقٍ، فَقَالَ: أَسْرَقْتَ؟ قَالَ: لَا،
قَالَ: فَخَلَّى سَبِيلَهُ ^(۲).

۸۴۔ أخبرنا سعيد بن شاذان بن محمد النيسابوري، ثنا عيسى بن
أحمد بن عيسى، ثنا النضر بن شميل، ثنا هشام بن عروة قال: أخبرني
أبي، عن عائشة:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَرْقِي، يَقُولُ:

«امْسَحِ الْبَاسَ رَبِّ النَّاسِ، بِيَدِكَ الشِّفَاءُ، لَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا أَنْتَ» ^(۳).

۸۵۔ وبإسناده، عن عائشة (رضي الله عنها) ^(۴) قالت:

(۱) ليست في (س).

(۲) إسناده ضعيف.

إسحاق بن أبي فروة متروك، قال الذهبي: لم أر أحدا مشاه. اهـ. الميزان
۱۹۳/۱.

والراوي عنه سويد بن عبد العزيز ضعيف جداً، فالحديث منكر بهذا الإسناد.
(۳) إسناده صحيح.

رواه البخاري ح ۵۷۴۴، وابن راهويه ح ۷۹۸ من حديث النضر.

ورواه مسلم ح ۲۱۹۱، وابن حبان ح ۶۰۹۶، وأحمد ح ۵۰/۶، ۱۳۱، ۲۰۸،

وابن راهويه في المستدرج ۷۹۷، وعبد بن حميد ص ۴۳۴ وابن السني في اليوم

والليلة ص ۵۵۸، من حديث هشام.

وله طرق أخرى في الصحيحين. البخاري ح ۵۶۷۵، ومسلم ح ۲۱۹۱.

(۴) ليس في (س).

اسی طرح ابن سعد کی طبقات میں ابو بکر کے لیے استعمال ہوا ہے۔

ومن بنی تميم بن مرة بن كعب

أبو بكر الصديق عليه السلام؛

امام شافعی (متوفی 204ھ) نے فرمایا: **عمر علیہ السلام۔**

[السنن المتحرره، امام شافعی، صفحہ 148]۔

سمعت أبا جعفر يقول ، سمعت المزني يقول : قال محمد بن ادریس الشافعی (رحمه الله) : ولا أرى لازماً أن تجمع صلاة عند شيء من الآيات غير الكسوف ، فقد كانت آيات ما علمنا رسول الله (ﷺ) أمر بالصلاة عند شيء منها ولا من خلفائه عليهم السلام ، وقد زلزلت الأرض في عهد عمر (رضی اللہ عنہ) فما علمناه صلى ، وقد قام خطيباً فحضر على الصدقة وأمر بالتوبة ، أحب للناس أن يصلي كل رجل منهم منفرداً عند الظلمة ، والزلزلة ، ولشدة الريح والخسف ، وانتشار النجوم ، وغير ذلك من الآيات ، وقد روى البصريون أن ابن عباس صلى بهم في زلزلة ، وإنها تركنا ذلك لما وصفنا من أن النبي (ﷺ) لم يأمر بجمع الصلاة إلا عند الكسوف وإنه لم يحفظ أن عمر عليه السلام صلى عند الزلزلة .

باب صلاة الإمام بالواحد والاثنين

۵۴ - أخبرنا الطحاوي ، قال : حدثنا المزني ، قال : حدثنا الشافعی (رحمه الله) ، قال : أخبرنا سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار ، عن كريب ، عن ابن عباس (رضی اللہ عنہ) أنه بات عند النبي (ﷺ) ليلة خالته ميمونة ؛

(قال الشافعی) وإن اجتمع عيد وخسوف واستسقاء وجنزة بديء بالصلاة على المنجزة فإن لم يكن حضر الإمام أمر من يقوم بها بديء بالخسوف ثم يصل العيد ثم آخر الاستسقاء إلى يوم آخر وإن خاف فوت العيد صلاها وخفف ثم خرج منها إلى صلاة الخسوف ثم يخطف للعيد وللخسوف ولا يضهر أن يخطف بعد زوالها وإن كان في وقت الجمعة بدأ بصلاة الخسوف وخفف الجمعة وإن خسف القمر صلى كذلك إلا أنه يجهر بالقراءة لأنها صلاة الليل فإن خسف به في وقت قنوت بدأ بالخسوف قبل الوتر وقبل ركعتي الفجر وإن فاتت لأنها صلاة انفراد يخطف بعد صلاة الخسوف ليلاً ونهاراً ويخفف الناس على الخير ويأمرهم بالتوبة والتقرب إلى الله جل وعز ويصل حيث يصل الجمعة لا حيث يصل الأعياد فإن لم يصل حتى تغيب كاسفة أو منجلية أو خسف القمر فلم يصل حتى تمحل أو تطلع الشمس لم يصل للخسوف فإن غاب خاسفاً صلى للخسوف بعد الصبح ما لم تطلع الشمس ويخفف للفراغ قبل طلوع الشمس فإن طلعت أو أحرم فتجلت أقموا فإن جلتها سحب أو حائل فهي على الخسوف حتى يستيقن تمحل جميعها وإذا اجتمع أمران فخاف فوت أحدهما بدأ بالذي يخاف فوته ثم رجع إلى الآخر وإن لم يقرأ في كل ركعة من الخسوف إلا بأم القرآن أجزاء ولا يجوز عندى تركها لمسافر ولا لمقيم بإمام ومنفردين ولا أمر بصلاة جماعة في سواها وأمر بالصلاة منفردين .

السُّنَنُ الْمَوْثُورَةُ

لِلْإِمَامِ مُحَمَّدِ بْنِ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيِّ

١٥٠-٢٠٤ هـ

رواية

أَبِي جَعْفَرٍ الطَّحَاوِيِّ الْجَنَيْنِيِّ عَنْ خَالِهِ إِسْمَاعِيلَ

ابن يحيى المزني تلميذ الشافعي

يُنَشِّرُ لَوَّلَ مَرَّةٍ عَنْ أَرْبَعِ نُسُخٍ خَطِيَّةٍ

" كان الشافعي كائنًا للدين ، وكالغاية للناس " (الإمام أحمد بن حنبل)

وَرَبُّهُ أَمْرُهُ ، وَرَجْعُ مَدِينَةٍ ، وَنُصْرُ نَارِيَّةٍ ، يَمُوتُ بِمَقْبَرِهِ

الدُّكُورُ عَبْدُ الْمُعِزِّ بْنِ قُلَيْبٍ

دار المعرفة

بيروت - لبنان

امام اسحاق بن منصور المروزي (متوفى 251هـ) في فرمايا: عمر عليه السلام -
[مسائل الامام احمد واسحاق بن راهويه، جلد 8، صفحہ 4206، 2997]-

٤٢٠٦ كتاب المسائل رواية الكوسج تحقيق د. سليم البلوشي



المملكة العربية السعودية
وزارة التعليم العالي
الجمهورية الإسلامية بالمدينة المنورة
عقادة البحث العلمي
رقم الإصدار (٦٦)

قال: كان بالشام طاعون فكان الرجل يؤخذ وأصابه على
الآخر فيرى أنه مات قبله، وإن لم يوجد كذلك ورث بعضهم
من بعض.^(١)

[هذا قول عمر عليه السلام ورث بعضهم من بعض].

٢٩٩٨- حدثنا إسحاق قال: أخبرنا أحمد قال: حدثنا محمد بن جعفر
قال: حدثنا سعيد عن قتادة عن الحسن^(٢) أنه قال: يرث كل
إنسان وارثه.^(٣)

(١) الأثر ذكره ابن أبي شيبة في المصنف ١١/٣٤٤ في، كتاب الفرائض، الغرقى من
كان يورث بعضهم من بعض برقم ١١٣٩٢.

(٢) رجال الأثر ثقات.

(٣) ومعنى يرث كل إنسان وارثه أي: من الأحياء، فإذا مات اثنان ولم يعلم أيهما مات
أولاً: فلا استحقاق لأحدهما في تركة الآخر، سواء كان موقفاً في حادث واحد أم
لا. أحكام التركات ص ٩٧.

نقل ابن قدامة عن الحسن قولاً يخالف قوله هنا فقال: إنه يقول: يرث بعضهم من
بعض، وكذلك نقل عنه ابن المنذر في الأوسط.

وروي عن أبي بكر الصديق وزيد وابن عباس ومعاذ والحسن بن علي ؓ أنهم لم
يورثوا بعضهم من بعض وجعلوا ما لكل واحد للأحياء من ورثته.
الغني ٦/٣٨، والأوسط ٣/١٤١.

مُسَائِلٌ

للإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن إبراهيم

بسرورية

إسحاق بن منصور المروزي (ت ٢٥٠)

(المجاهد والصيّد والذبايح والأُسُرة والشهادات والمواثيق والوصايا
والرهبة والمحاسبة)

تحقيق د. سليم بن مطر البلوشي

الجزء الثامن



المملكة العربية السعودية
وزارة التعليم العالي
الجامعات الإسلامية بالمدنية المنورة
عناية البحث العلمي
رقم الإصدار (٦٦)

قال إسحاق: نعم هو سنة إذا كان على وجه الحب [ع-١٨٣]
/ب] في الله عز وجل، وعلى غير ذلك بدعة.

٣٦٠٠- قلت: بيع الرجل الدراهم الزيف؟

قال: أما اليوم فلا يعجبني.

قال إسحاق: له أن يبيع ويتاع إذا بين ذلك، لما قال عمر عليه

السلام: من زافت عليه دراهمه.^(١)

٣٦٠١- قلت: إذا اشترى جارية عذراء؟

كان المقبل هو المبتدى لذلك ١.هـ.

٣٦٠٠- انفردت نسخة الأصل بإيراد هذه المسألة.

وقد تقدمت هذه المسألة برقم: (٣٢٧٨) وتقدم هناك الكلام عليها توثيقاً وتعريفاً
ومذهباً.

(١) وتكملة الأثر: «فلا يخالف الناس، ألها طيبة، ولكن ليخرج إلى السوق فليقل: من

يبيعني هذه الدراهم الزيوف بنحو ثوب أو حاجة من حاجته».

أخرجه ابن أبي شيبة - وهذا لفظه -: ٢١٦/٧، وعبد الرزاق: ٢٢٥/٨، ونسبه
السبكي في تكملة المجموع: ٢٨٠/١٠ إلى عبد الله بن أحمد في زوائده على المسند.

ولم أجده في المطبوعة المفردة في الزوائد، ولا في التي مع المسند.

٣٦٠١- تقدمت هذه المسألة بمعناها في كتاب النكاح برقم: (١١٨٣).

مَسَائِلُ

للإمام أحمد بن حنبل رحمه الله

بسرواية

إسحاق بن منصور البرزنجي (ت ٢٥١)

(مسائل مشقة)

تحقيقه د. سليمان بن عبد الله العمير

الجزء التاسع

امام دارقطنی (متوفی 385ھ) فرماتے ہیں: علی علیہ السلام نے فرمایا: میں عمر علیہ السلام کی مخالفت نہیں کر سکتا۔
[فضائل صحابہ از دارقطنی، صفحہ 34]۔

[۳] حدثنا محمد بن منصور بن [أبي] الجهم ، نا السري بن عاصم ، قال : نا ابو معاوية ، عن الحجاج بن أرطاة ، عن من أجبوه ، عن الشعبي ^(۱) ، قال : قال علي ^(۲) : «لم أكن لأحل عقدة عقدها عمر ^(۳)» .

[۴] حدثنا أحمد بن محمد بن سعيد ، قال : نا جعفر بن مروان ، قال : نا أبي ، قال : حدثني علي بن الحسين بن عيسى بن زيد بن علي ، قال : حدثني أبي حسين ^(۴) بن عيسى ^(۵) ، عن علي بن عمر بن علي بن حسين ، عن جعفر بن محمد ، عن أبيه ، عن جده ، قال : قال الحسين ابن علي لعمر بن الخطاب رضي الله عنهما وهو على المنبر :

(۱) ساقطة من الأصل ، واستدركتها من مصادر ترجمته كـ «تاريخ بغداد» (۳) / ۱۵۲ .

(۲) في الأصل مهملة .

(۳) إسناده مظلم وفيه علل :

۱ - شيخ الحجاج المجهول .

۲ - الحجاج بن أرطاة «صدوق ، كثير الخطأ والتدليس» كما في «التقريب» .

۳ - السري بن عاصم ، اتهمه ابن حبان في «المجروحين» (۱ / ۳۵۵) ، وابن عدي

في «الكامل» (۱۲۹۸) بسرقة الحديث ، وكذبه ابن خراش كما في «اللسان» (۳۶۵۹) ، واتهمه النقاش في «موضوعاته» بوضع حديث كما في «اللسان» أيضاً .

أما شيخ المصنف فهو شيعي ثقة . انظر : ترجمته في «تاريخ بغداد» (۳ / ۲۵۱) .

(۴) مهملة في الأصل .

(۵) أيضاً مهملة .

فَضَائِلُ الصَّحَابَةِ وَمَنَاقِبُهُمْ

وَقَوْلُ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضِ صَلَوَاتِ اللَّهِ عَلَيْهِمْ

لِلْإِمَامِ الْحَافِظِ أَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ عُمَرَ الدَّارِقُطِيِّ

المتوفى سنة (۳۸۵) هـ

الجزء الأول من مجموعة

أعنتى به

محمد بن خليفة الرباعي

مكتبة الغرباء الأثرية

امام ابن أبي عاصم (متوفى 287هـ) نے فرمایا: عمر علیہ السلام۔

[الاحاد والمسانی، جلد 1، صفحہ 111]

الاحاد والمسانی

لجلد الاول

تألیف
ابن أبي عاصم

٢٨٧ - ٢٠٦

تحقیق الدكتور

باسم فیصل أحمد الجولدة

أساتذہ اعلیٰ مشارک مجاہدہ، پوسٹامینٹری ٹیچر، برصغیر

دارالکتب

۱۰۰ - حدثنا عمرو بن عثمان نا بشر بن شعیب نا أبي عن الزهري عن سعيد بن المسيب عن عبد الرحمن بن أبي بكر رضي الله عنه مثله. وفيه عن الزهري عن سالم عن ابن عمر.

۱۰۱ - وحدثنا محمد بن المثنى نا مسلم بن إبراهيم نا جرير بن حازم عن أيوب عن نافع عن ابن عمر قال؛ مات عمر عليه السلام وهو ابن خمس وخمسين. وقال: أسرع إلي الشيب من قبل أخوالي بني المغيرة.

۱۰۲ - وقال أبو مصعب ثنا الدراوردي عن عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال: قال عمر رضي الله عنه: هو لي خمس وخمسين وإنما أسرع إلي الشيب من قبل أخوالي بني المغيرة.

قال الحافظ في الإصابة ٥٧٤/٦ في ترجمة الهرمزان أخرج الكرايسي في أدب القضاة بسند صحيح.

(١) ما بين القوسين كتب في الغامش وعليه علامة صح.

۱۰۱ - رواه الطبراني في الكبير ٢٣/١ رقم ٧١ وأبو نعيم في معرفة الصحابة ١٩٨/١ رقم ١٥٢ كلاهما من طريق علي بن عبد العزيز ثنا مسلم بن إبراهيم به نحوه. قال الفهشي في مجمع الزوائد ٧٩/٩ ورجاله رجال الصحيح.

۱۰۲ - رواه الطبراني في الكبير ٢٣/١ رقم ٧٠ من طريق الدراوردي وهو عبد العزيز بن محمد بمعناه وأشار إلى هذه الطريق أبو نعيم في معرفة الصحابة ١٩٩/١ وقال عقب الحديث السابق ورواه عبيد الله بن عمر عن نافع ورواه محمد بن المثنى عن مسلم.

۱۱۱

امام دار قطنی (متوفی 385هـ) نے فرمایا: ابو بکر و عمر علیہ السلام

- [فضائل صحابہ از دار قطنی، صفحہ 47]-

ذكر ما روي عن آل أبي طالب

[وأولاد] علي عليهم السلام في أبي بكر وعمر

عليهما السلام

[٢٢] حدثنا محمد بن أحمد بن إبراهيم الكاتب، قال: نا سقر

ابن زياد بن آدم، قال: نا عباد بن صهيب، قال: نا جعفر بن محمد.

[٢٣] نا محمد بن أحمد بن يعقوب بن شيبه، قال: نا جدي،

قال: نا [جعفر بن محمد]، عن أبيه، [عن] عبد الله بن جعفر.

[٢٤] ... كوفي قال: نا مصعب بن سلام، عن جعفر بن

(١) بعد قوله: «أبي» بياض.

(٢) في الأصل: «وأولاده» وما أثبتته أنسب للسياق.

(٣) وعلى غرار هذا التوثيق بوب اللالكائي في كتاب «شرح أصول اعتقاد أهل السنة أصحاب والجماعة» فقال (٧ / ١٣٧٢): «كلام أهل البيت في أبي بكر وعمر»، وأيضاً الإمام قوام النسبة أبو القاسم الأصبهاني في كتابه «الحجة في بيان المحجة وشرح عقيدة أهل السنة» (٣ / ٣٤٤)، قال: «فصل في ذكر ما روي عن علي بن أبي طالب وأهل البيت في فضل أبي بكر رضي الله عنهما». وللعلامة الشوكاني كتاب بعنوان: «إرشاد الغيبي إلى مذهب أهل البيت في صحب النبي». انظر: مقدمة محقق كتاب «وبل الغمام» (ص ٢٣).

(٤) في الأصل: «محمد بن جعفر» ولم أجد في شيخ يعقوب بن شيبه من اسمه هكذا، ولعله انقلب على الناسخ؛ فيكون الصواب ما أثبتته، ويتفق مع الروايتين الأخريتين عن جعفر بن محمد، ولكن يعقوب لم يدرك جعفرًا؛ فلو صح ما رجحناه؛ فهو منقطع.

(٥) سقطت صيغة التحمل من الأصل، ولعل الصواب ما أثبت.

(٦) وقع في الإسناد سقط في هذا الموضع.

فَضَائِلُ الصَّحَابَةِ وَمَنَاقِبُهُمْ

وَقَوْلُ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضِ صَلَواتِ اللَّهِ عَلَيْهِمْ

لِلْإِمَامِ الْحَافِظِ أَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الدَّارِ قَطْنِيِّ

المتوفى سنة (٣٨٥) هـ

المجلد الأول من مجموعة

اعتنى به

محمد بن خليفة الرباعي

مكتبة الغرباء الأثرية

امام ابو نعيم الصبحاني (متوفى 430هـ) نے فرمایا: رسول اللہ پھر ابو بکر پھر عمر علیہ السلام۔

[کتاب الامامة والردا علی را فضی صفحہ 271]۔

۵۹ - حدثنا أبو عبد الله محمد بن أحمد بن مخلد، ثنا أحمد بن إسحاق الوراق، ثنا أبو سلمة، ثنا حماد بن سلمة، عن علي بن الحكم، عن أبي عثمان عن أبي موسى الأشعري قال: قال رسول الله ﷺ ألا أخبركم بخير الناس أبو بكر ثم بعد أبي بكر عمر رضي الله عنهما.

۶۰ - حدثنا أبو بكر بن خلاد، ثنا أحمد بن يونس، ثنا عبد الله بن داود الحرس، ثنا هشام بن سعد عن عمر بن أسيد عن ابن عمر قال: كنا نقول على عهد رسول الله ﷺ خير الناس رسول الله ثم أبو بكر ثم عمر^(۱) عليهم السلام.

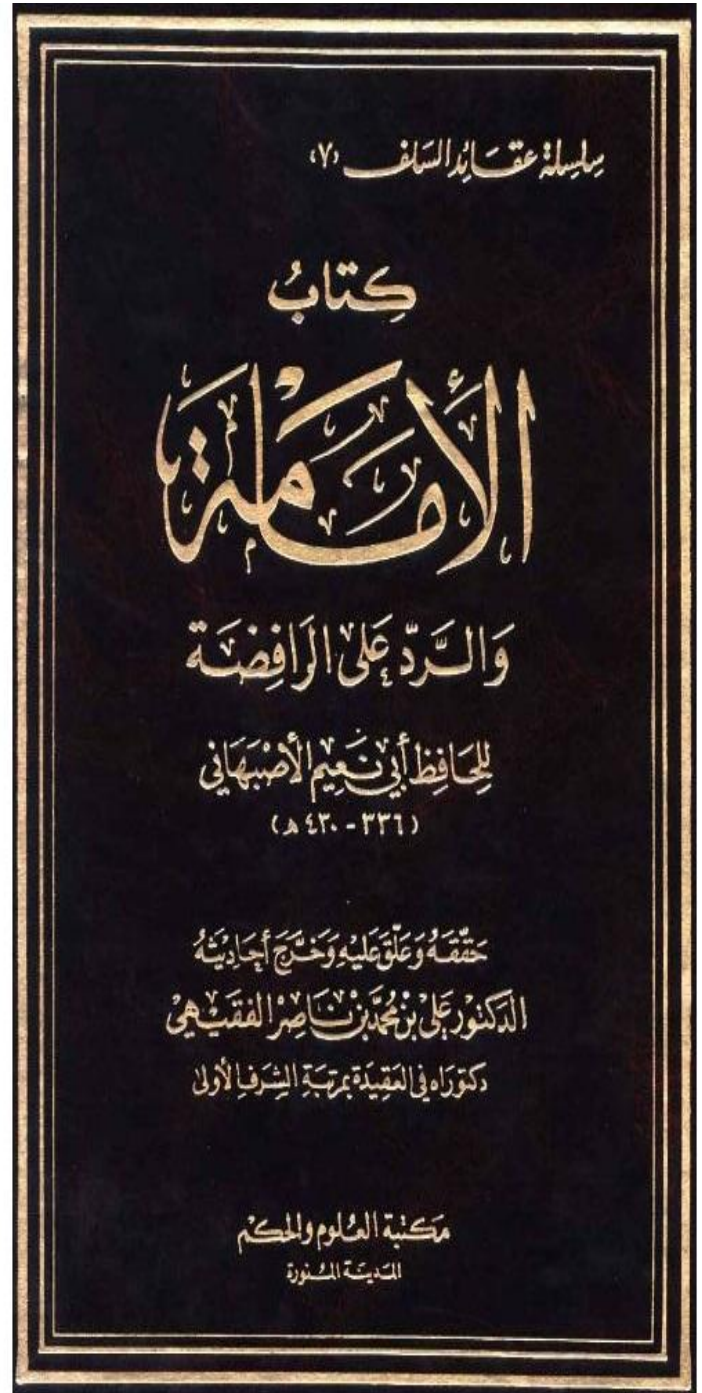
۶۱ - حدثنا أبو علي محمد بن أحمد بن الحسن، وأحمد بن السدي، في آخرين قالوا، ثنا أبو مسلم الكجي، ثنا أبو عاصم، عن عمرو بن زيد عن سالم، عن ابن عمر قال: إنكم تعلمون إنا كنا نقول على عهد رسول الله ﷺ أبو بكر وعمر وعثمان رضي الله^(۲) عنهم، وأما سكوت من سكت عند ذكر

= الناس خير بعد رسول الله ﷺ قال أبو بكر، قلت: ثم من قال: ثم عمر؟ وخشيت أن يقول عثمان، قلت: ثم أنت؟ قال: ما أنا إلا رجل من المسلمين. قال ابن تيمية في منهاج السنة ۱۶۲/۳: وهذا بقوله علي لابنه بيته وبينه ليس هو مما يجوز أن يقوله تقياً ويرويه عن أبيه خاصة وقاله على المنبر.

قال: وقد تواتر عن أمير المؤمنين علي بن أبي طالب - رضي الله عنه أنه قال: خير هذه الأمة بعد نبينا أبو بكر ثم عمر وقد روى هذا عنه من طرق كثيرة قبل إنها تبلغ ثمانين طريقاً وعنه أنه كان يقول: لا أوتي بأحد يفضلني على أبي بكر وعمر إلا جللته جلد المفتر.

(۱) البخاري / فضائل الصحابة / فضل أبي بكر بعد النبي ﷺ، فتح الباري، ۱۶/۷ ح ۳۶۵ عن ابن عمر ولفظه: قال كنا نخير بين الناس في زمن النبي ﷺ فنخیر أبا بكر ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان رضي الله عنهم.

(۲) ذكر ابن حجر في شرح حديث ابن عمر في فضائل الصحابة / باب فضل أبي بكر بعد النبي ﷺ فتح الباري ۱۶/۷، ۱۷ ح ۳۶۵ ولفظه: قال: كنا نخير بين الناس في زمن النبي ﷺ فنخیر أبا بكر ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان رضي الله عنهم.



حذیفہ بن عدی (365ھ) نے فرمایا: عثمان علیہ السلام۔

[الکامل فی الدعاء الرجال، جلد 7، صفحہ 116]۔

(۱۱۶) الجزء السابع غار بن جبلة

حدثنا أحمد بن محمد الضبي، ثنا إبراهيم بن سعيد الجوهري، [ثنا غسان] (۱) بن عبيد، ثنا طريف بن سلمان، عن أنس بن مالك قال: قال رسول الله ﷺ: «مَا مِنْ شَابٍ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ - تَعَالَى - مِنْ شَابٍ تَائِبٍ» (۲). وهذا أيضاً يرويه غسان بن عبيد وهو غير محفوظ.

١٥٥٦/٦ غار بن جبلة (۳)

سمعت ابن حماد يقول: قال البخاري: الغار بن جبلة حديثه منكر في طلاق المكره.

وهذا الذي ذكره هو حديث واحد.

١٥٥٧/٧ غيلان بن أبي غيلان أبو مروان مولى عثمان (عليه السلام) (۴)

سمعت ابن حماد يقول: قال البخاري: غيلان بن أبي غيلان أبو مروان مولى عثمان روى عنه يعقوب بن عتبة قال ابن عون: مررت بغيلان مصلوباً على باب «الشام».

وغيلان هذا هو الذي يعرف بغيلان القديري ويروي عن النبي - ﷺ - في ذمه ولا أعلم له من المسند شيئاً.

١٥٥٨/٨ غزوان بن يوسف المازني العامري البصري، تركوه (۵)

قال ابن عدي: غزوان هذا ليس هو بمعروف.

الكَامِلُ فِي ضُعْفَاءِ الرِّجَالِ

تأليف
الإمام الحافظ أبو أحمد عبد الله بن عدي الجعفي
المتوفى سنة ٣٦٥ هـ

تتبع وتعليق
الشيخ عادل أحمد عبد الموجود
الشيخ علي محمد معوض

شكك في تحقيقه
الأستاذ الدكتور عبد الفتاح أبو سنة
جامعة القاهرة

الجزء السابع

مكتبات
مجمع البحوث
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

صحیح بخاری: 5842

(30) Chapter: Silk for women

(30) باب الحرير للنساء

Narrated Anas bin Malik:

that he had seen Um Kulthum, the daughter of Allah's Messenger (ﷺ), wearing a red silk garment.

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّهُ رَأَى عَلَى أُمِّ كَلْثُومٍ - عَلِيَّتِهَا السَّلَامُ - ثِيَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَ حَرِيرٍ سَيِّئًا.

Reference : Sahih al-Bukhari 5842
In-book reference : Book 77, Hadith 59
USC-MSA web (English) reference : Vol. 7, Book 72, Hadith 733
(deprecated numbering scheme)

Report Error | Share | Copy ▼

امام ابو عبید القاسم بن سلام (متوفى 224هـ) نے فرمایا: عائشہ علیہا سلام۔ [فضائل القرآن وما علمو وادباء، صفحہ 37]۔

فَضَائِلُ الْقُرْآنِ

تأليف
الإمام أبي عبد القاسم بن سلام
المستوفى سنة ٢٢٤هـ

تحقيق وتعليق
دعبل بن النعمان عازمي

مكتبة دار الكتب والخطوط
دار الكتب العلمية

[٩ - ٤] حدثنا أبو عبيد، قال: حدثنا مروان بن معاوية الفزاري، عن محمد ابن عبد الرحمن السُدُوسي، عن مَعْفَس بن عمران بن حطان، قال: سمعتُ أم الدرداء تقول: سألتُ عائشة رضوان الله عليها وكرامته عن من دخل الجنة ممن قرأ القرآن، ما فضله على من لم يَجْمعه؟ فقالت: إن عدد دَرَج الجنة بعدد أي القرآن، فمن دخل الجنة ممن قرأ القرآن فليس فوقه أحد].

[١٠ - ٤] حدثنا أبو عبيد، حدثنا حجاج، عن عمران بن يحيى، قال: سمعت مَعْفَس بن عمران بن حطان يقول: سأل أبي أُم الدرداء عن ذلك، ثم ذكر مثل حديث مروان، إلا أنه لم يذكر عائشة عليها السلام.

[١١ - ٤] حدثنا أبو عبيد، حدثنا عبد الرحمن، عن سفيان عن عاصم بن بهدلة، عن زر بن حبیش، عن عبد الله بن عمر قال: قال رسول الله ﷺ:

[٩ - ٤] ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل ٤٦٧. قال الإمام الخطابي: جاء في الآثار أن عدد أي القرآن على قدر درج الجنة فيقال للقاريء ارق في الدرج على قدر ما كنت تقرأ من أي القرآن، فمن استوفى قراءة جميع القرآن استولى على أقصى درج الجنة في الآخرة، ومن قرأ جزءاً منه كان رقيه في الدرج على قدر ذلك، فيكون منتهى الثواب عند منتهى القرآن اهـ (الشريعب والترهيب) ٢ - ٣٥٠.

[١٠ - ٤] ذكره المناوي في فيض القدير عن عائشة ٢ - ٤٥٨. [١١ - ٤] ورواه الترمذي في فضائل القرآن وقال هذا حديث حسن صحيح. ورواه أحمد. قال الشيخ البنا: وفي اسناده عطية العوفي ضعفه الثوري وحشم وابن عدي، وحسن له الترمذي أحاديث (خلاصة) وفي التهذيب: قال أبو حاتم وابن سعد: ومع ضعفه يكتب حديثه اهـ الفتح ١٨ - ٧، ورواه ابن أبي شيبة في الفضائل بطريقين. من حديث عبد الله بن عمرو لا يرفعه، وأبو داود في فضائل القرآن ٢ - ٧٣. والنسائي في فضائل القرآن مرفوعاً، والحاكم في المستدرک ٢ - ١٩٢، وصححه وأقره الذهبي: ومعنى الترتيل: هو التأني في القراءة والتأمل، وتبيين الحروف والحركات تشبيهاً بالثغر المرتل وهو المشبه بنور الاقحوان.

امام محمد بن سعد (متوفى 230هـ) نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا [طبقات الکبریٰ ابن سعد، جلد 8، صفحہ 43]۔

الطَّبَقَاتُ الْكُبْرَى

لِإِسْمَاعِيلَ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَسْعُودٍ الْهَمْدِيِّ الْبَصْرِيِّ
الْمَعْرُوفِ بِأَبِي سَعْدٍ

دلالة وتحقيقه
محمد بن عبد الله كفتار عظمي

الطبعة الأولى: ١٤٠٦ هـ

الطبعة الثامنة

في سنة ١٤٢٨ هـ

أخبرنا محمد بن عمر قال: حدثني معمر عن الزهري عن عروة عن عائشة أن سودة وهبت يومها وليتها لعائشة تبتي بذلك رضى رسول الله ﷺ.

أخبرنا محمد بن عمر، حدثنا حاتم بن إسماعيل عن النعمان بن ثابت التيمي قال: قال رسول الله ﷺ، لسودة بنت زمعة: «اعتدي». فقعدت له على طريقه ليلة فقالت: يا رسول الله ما بي حب الرجال ولكني أحب أن أبعث في أزواجك فارجعني. قال: فرجعها رسول الله ﷺ.

أخبرنا مسلم بن إبراهيم، حدثنا هشام الدستوائي، حدثنا القاسم بن أبي بزة أن النبي ﷺ، بعث إلى سودة بطلاقها فلما أتتها جلست على طريقه بيت عائشة، فلما رآته قالت: أنشدك بالذي أنزل عليك كتابه واصطفاك على خلقه لم طلقني، الموجودة وجدتها في؟ قال: «لا»، قالت: فإني أنشدك بمثل الأولى أما راجعتني وقد كبرت ولا حاجة لي في الرجال ولكني أحب أن أبعث في نساءك يوم القيامة. فرأجعتها النبي ﷺ، قالت: فإني قد جعلت يومي وليتي لعائشة حبة رسول الله ﷺ.

أخبرنا محمد بن حميد العبدى، أخبرنا معمر قال: بلغني أن النبي ﷺ، كان أراد فراق سودة فكلمته في ذلك فقالت: يا رسول الله ما بي على الأزواج حرص ولكني أحب أن يبعثني الله يوم القيامة زوجاً لك.

أخبرنا محمد بن حميد العبدى عن معمر عن هشام بن عروة عن أبيه أن سودة كانت وهبت يومها لعائشة، عليها السلام.

أخبرنا يزيد بن هارون، أخبرنا حماد بن سلمة عن ثابت البناني عن سمية عن

امام أبي الحسن علي بن بسام (متوفى 542هـ) نے فرمایا: حفصہ علیہا السلام۔ [الذخیرہ فی محسن الجزیرہ، جلد 1، صفحہ 290]

الذخيرة في محاسن أهل الجزيرة

تأليف
أبي الحسن علي بن بسام الشنتريني
المتوفى سنة 542هـ

تحقيق
سالم مصطفى البدر

المجلد الأول



Est. by Muhammad Ali Baydoun 1971 Beirut - Lebanon
Stable per Muhammad Ali Baydoun 1971 Beirut - Lebanon

أمن ماء كذا، أم من ماء كذا؟ يعدد مياة العرب. وقد قال عليه السلام لأصحابه، حين أرسلهم إلى بني قريظة إيام الأحزاب: إن رأيتموهم على غير ما أحب فالحثوا لي. فلما انصرفوا قالوا له: يا رسول الله، غصّل والقارة، وقد كان هذان القبيلان غدرا، فكنى له بهما أصحابه عن غدر بني قريظة.

ومما يتعلق بباب المعارض: قوله عليه السلام للمرأة: علمي خفصة رقية الثملة، وكانت حفصة عليها السلام عندما يريد لها صلى الله عليه وسلم ربما تأتت، فأراد أن يلحن لها بريقة الثملة، وكانت العرب ترقبها في الجاهلية، يقول لها: العروس تكتحل وتحتفل، وكل شيء تفتعل، غير نعاصي الرجل.

وشبهة هذا ما فعله معاوية - رحمه الله - حين بلغه أن بعض بناته تمتنع، فدخل عليها، فجعل ينكث بقضيه ويُنشد:

من الخفرات البيض أما حرامها فضعف وأما جلها فذل
ومن المعارض الخير المأثور عن كثير وجميل، قال: زار جميل بشينة ورام إيصال شيء إليها فعزّه ذلك. فلقني كثيراً وقد ارتجل من عند أبيها، فسأله عن موضع مبيتته، فقال: كنت عند أبي بشينة. فقال له: هل إلى إعلامها أني ها هنا سبيل؟ فقال: هل كان بينكما شيء تعرفه هي؟ فقال: نعم، آخر عهدي بها بأسفل وادي الذوم، وأصاب عمامتي شيء فغسلته جاريتها. فرجع كثير قبل أن يقوم والد بشينة من مجلسه، فقال: ما رجعتك؟ قال له كثير: أبيت فلثها وأحييت أن تسمعها، قال: هات ما عندك، فأنشده:

وقلت لها: يا غرّ أرسل صاحبي على طول نأي والرسول موكل
بأن تجعلني بيني وبينك موعداً وأن تأمريني بالذي فيه أفعّل
وأخر عهدي منك يوم لقيتني بأسفلي وادي الذوم والشوب يغسل
فقلت: بشينة! اخشأ! فقال أبوها: ما لك يا بشينة؟ قالت: كلب يأتينا إذا هوم الناس من وراء هذه الرابية.

قال: ودخل محمد بن أمية الشاعر مجلساً فيه فينة تغني فأعجبه، فقال لها: جعلت فداك، أتحسنين أن تُقني:

خبريني من الرسول إليك واجعليه من لا ينم عليك

عائشة عليها السلام قد روى عن

الإناصاف في مسائل الخلاف ج 2 ص 471

. إلى البصرة عائشة عليها السلام وهذا كان عند خروج

كشف المشكل لابن الجوزي ج 1 ص 346

عائشة عليها السلام وفيها توفيت

الكاظم في التاريخ ج 3 ص 362

عند ما يريد صلى الله عليه وسلم ربما تأتت حفصة عليها السلام وكانت

الذخيرة في محاسن أهل الجزيرة ج 1 ص 464

ماتت قبل أن تفرض الصلاة - خديجة - عليها السلام فإن

فتح الباري في شرح صحيح البخاري لابن رجب ج 1 ص 548

خديجة عليها السلام ذكر

فتح الباري لابن حجر ج 7 ص 133

خديجة عليها السلام وخير نسائها

صفة الصفوة لابن الجوزي ج 2 ص 7

اكابرین اہلسنت نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام لگایا ہے

جناب عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ امام بخاری نے علیہ السلام نقل کیا۔

صحیح بخاری کتاب الفرائض۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ سے جب پوچھا گیا کہ آپ نے کن سے علم حدیث حاصل کیا تو آپ نے صحابہ کرام میں سے جناب عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جناب مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ اور جناب عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی لیا تو ابو جعفر نے جواب میں کہا کہ

استوثقت یا ابا حنیفہ الطیبین المبارکین صلوات اللہ علیہم۔

۔ امام ابی عاصم، امام۔ اور یس شافعی، امام دار قطنی، امام اسحاق بن منصور، امام۔ ابی جعفر مصیعی ان سب نے صحابہ کرام میں امام اول خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، داماد مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقدس ناموں کے ساتھ علیہ السلام نقل کیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں

الحادی والمساوی جلد اول صفحہ نمبر 34، مسائل امام احمد بن حنبل جلد 8،

وفضائل صحابہ والمنافع، السنن ماثورہ کتاب الصلاة صفحہ 148، جزئیہ حدیث المصیعی لوین صفحہ نمبر 26، المزکیات صفحہ 170، ثابت ہو گیا کہ معنی اور مفہومی طور پر اہل بیت کے صحابہ کرام اور غیر اہل بیت صحابہ کرام کے ساتھ پر وٹو کول کے طور پر علیہ السلام لکھنا پڑھنا بولنا جائز ہے۔

دوسرا پویشن۔

کچھ اکابرین اہلسنت نے علیہ السلام کے الفاظ کو اہل بدعت کی مشابہت کی وجہ سے ترک کرنے کا حکم دیا؟

جواب اول۔ □

مشابہت کی وجہ سے کراہت کا فتویٰ حق بجانب ہے لیکن مشابہت کی علت جب نہیں ہوگی تو ان الفاظ کا استعمال جائز ہوگا اس کی شرح یہ ہے کہ

مشابہت تب ہوگی جب ہم صرف اہل بیت کے ساتھ ان الفاظ کا استعمال کریں گے جبکہ ہم اہل بیت کے ساتھ ساتھ اصحاب رسول کے ناموں کے ساتھ بھی انکو لکھتے ہیں جیسے کہ اوپر اکابرین اہلسنت کی کتب سے ثبوت بھی پیش کر دیا گیا ہے

پس مشابہت کی علت ختم ہوگئی

مثال اول۔

جب دس محرم کے روزہ کے حوالے سے شریعت نے استحابی حکم دیا تو یہ روزہ یہودی بھی رکھتے تھے اور ان سے مشابہت سے بچنے کے لیے نویں محرم کا بھی روزہ رکھنے کا کہا گیا تاکہ مشابہت نہ رہے ملاحظہ ہو جامع ترمذی جلد اول ابواب الصوم باب عاشورہ کا روزہ صفحہ نمبر 410.

اسی طرح البیہیت کے ساتھ ساتھ علیہ السلام کے الفاظ کو صحابہ کرام کے ساتھ لکھنے کا معاملہ ہے اس صورت میں مشابہت ختم ہو جاتی ہے۔
مثال دوم۔

امامیہ اثنا عشریہ جناب مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور باقی آئمہ کرام کے ساتھ امام کا لفظ لگاتے ہیں اور یہی لفظ ہمارے اکابرین اہل سنت جناب ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور دوسرے آئمہ کرام کے ناموں کے ساتھ لگاتے ہیں شخصیات اور امام کے الفاظ سے مراد کے اختلاف کی وجہ سے مشابہت ختم ہو گئی۔

جواب دوم۔ □

علامہ شامی مشابہت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

اقول:-----

میں کہتا ہوں کہ اہل بدعت کے ساتھ مشابہت کا بدعت ہونا ہمارے نزدیک بھی طے ہے لیکن مطلقاً نہیں بلکہ مذموم بات میں اور اس معاملہ میں جس میں ان کے ساتھ تشبہ کا قصد ارادہ کیا گیا ہو۔ ملاحظہ فرمائیں رد المحتار کتاب الحثی مسائل شتی جلد 10، صفحہ 484

ایک اشکال اور اس کا جواب

قرآن مجید میں صرف آل محمد پر سلام آیا ہے۔

جواب۔

پہلی بات تو یہ ہے اس سے تخصیص ثابت نہیں ہوتی صرف آل پر سلام بھیجے کا جواز فراہم ہوتا ہے، اور اس سے دوسری مقدس شخصیات پر سلام بھیجے کی نفی آیت سے نہیں ہو سکتی۔

دوسری بات یہ ہے اس آیت سے آل یاسین سے خود جناب الیاس علیہ السلام مراد ہیں اور ان پر سلام کا ذکر ہے اور دوسری قرأت میں جناب الیاس جناب الیاس علیہ السلام کی آل سلام علی آل یاسین ہے نہ کہ آل محمد کا ذکر۔

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرامین کے مطابق بھی اس سے جناب الیاس علیہ السلام مراد ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں صحیح بخاری جلد دوم کتاب الانبیاء صفحہ نمبر 279

اور یہاں پر بھی آل بمعنی ہر نیک و بد اولاد ہر گز مراد نہیں بلکہ جناب الیاس علیہ السلام کی نیک اولاد اور آپ کی پیروی کرنے والے صحابی اولین مصداق ہیں انہی آیات میں آل اعباد اللہ المخلصین۔۔۔ اس کا واضح قرینہ ہے۔ ملاحظہ ہو سورت الصفات آیت 128. معہ تفسیر ابن کثیر جلد چہارم صفحہ نمبر 369

یقیناً آل محمد سے تمام نسبی اولاد پر سلام بھیجنے کا کوئی بھی عقل مند تسلیم نہیں کرے گا کیوں کہ آج بھی آل محمد کہلانے والے برے اعمال میں لتھڑے ہوئے آپ کو مل جائیں گے۔ جن میں امام الانبیاء علیہ السلام کی اتباع کی کوئی چیز نظر نہیں آئے گی۔

پس نقل اور عقل یہاں تسلیم کرنے کے لیے مجبور ہے کہ یہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات، ساری صاحب زادیاں، صاحب زادے، بقیہ صالح آل اور آپ کے جملہ صحابہ کرام اولین مصداق ہیں۔

اگر معترضین اس جگہ نسبی آل مراد لیں گے تو جناب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے خارج ہو جائیں گے کیونکہ جناب آل آبی طالب ہیں نہ □ کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

جناب جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ ان اولی الناس بابراہیم۔۔۔ کے تفسیر میں جناب عمر بن یزید کو فرماتے ہیں کہ
الساکی قسم۔ تم بھی آل محمد میں سے ہو۔۔۔

آیت سے استدلال کر کے امام نے اس لیے فرمایا کہ جناب عمر بن یزید جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کرنے والوں میں شامل ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں تفسیر فقی تفسیر سورت آل عمران صفحہ نمبر 100,101. آیت نم